مرثیہ (تعداد بند ۸۸)

سجدہ

شاعر اہلبیت مولوی سید قائم مہدی نقوی ساحرؔ اجتہادی، کراچی، پاکستان

خاتم النبینؑ نمبر رجب نمبر ۷ ۱۳۸۷ھ/ ۲ نومبر ۱۹۶۷ء ۱۱۴ تا ۱۲۸)

(۱)

میں تاجدارِ سخن ہوں ، مرا نشاں ہے قلم
حدودِ مملکتِ فن کا پاسباں ہے قلم
مری زباں ہے یہی گرچہ بے زباں ہے قلم
مرا رفیق ہے ، میرا مزاج داں ہے قلم
جہادِ فکر و ہنر میں یہ تیغِ تیز بھی ہے
عروسِ نظم کے دامن پہ سجدہ ریز بھی ہے

(۲)

پھر آج جادۂ حق میں رواں دواں ہے قلم
مرے کمالِ ہنر کی طرح جواں ہے قلم
بوقتِ مدح فرشتوں کا ہم زباں ہے قلم
بہ جا نمازِ ورق مائلِ اذاں ہے قلم
اذاں کے ساتھ مصلے پہ جب یہ آتا ہے
خدا کے شکر کو سجدہ میں سر جھکاتا ہے

(۳)

یہ سجدہ فضلِ خدا سے قلم کی فطرت ہے
مقامِ شکر میں شکرانہ اس کی طینت ہے
یہ ذوقِ بندگی اس بات کی علامت ہے
کہ اس کو خالقِ لوح و قلم سے نسبت ہے
جو نسبت ایسی ہو پھر کیوں نہ اس پہ ناز کرے
خدا قلم کی طرح سب کو سرفراز کرے

(۴)

بشر کی سجدہ گذاری میں بھی کلام نہیں
اگرچہ جستجوئے حق کا ذوق عام نہیں
ہے کون قابلِ سجدہ ، کچھ اس سے کام نہیں
کسی بھی چیز کو سجدہ یہاں حرام نہیں
جو سب کو لائقِ سجدہ شمار کرتا ہے
جبینِ شوق کو وہ بے وقار کرتا ہے

(۵)

عجیب طرح کی طینت بشر نے پائی ہے
عبودیت بشری طبع میں سمائی ہے
ہمیشہ سجدوں میں اس نے جبیں جھکائی ہے
بشر کی فطرتِ ثانی یہ جبہ سائی ہے
یہ سرکشی سے بہت گرچہ سر اٹھاتا ہے
جو مصلحت ہو تو سجدہ میں سر جھکاتا ہے

(۶)

خدا نے فطرتِ انساں میں رکھ دیئے وہ تضاد
کہ دیکھ دیکھ کے حیراں ہے عقلِ علم نہاد
سخا و بخل و خلوص و ریا و صلح و فساد
مزاجِ آب و تراب و غرورِ آتش و باد
یہ سب تضاد نمایاں ہیں اس کی طینت میں
ہیں دورخی کے عجب رنگ اس کی فطرت میں

(۷)

اسی کا ننگ ہیں چنگیز و بربر و تاتار
اسی کی شان ہیں سلمانؓ و بوذرؓ و عمارؓ
اسی کے نام پہ دھبہ یزیدِ بد اطوار
اسی کو باعثِ عظمت حسینؑ، کا کردار
بتان وہم و گماں کا کوئی پجاری ہے
کسی کے دل پہ نزولِ کلامِ باری ہے

(۸)

ہے اس میں جوشِ شجاعت بھی، خوف ودہشت بھی
وفا بھی، عشق بھی، بغض وعناد ونفرت بھی
جفا بھی رحم بھی ہے، عجز بھی ہے نخوت بھی
نظر میں علم کی عظمت بھی ہے، جہالت بھی
جو کوئی جہل میں بوجہل کا مثیل ہوا
تو کوئی علم میں استادِ جبرئیل ہوا

(۹)

ہے مال و زر کی پرستش بھی فطرت انساں
ہے اقتدار کی چوکھٹ پہ بھی یہ سجدہ کناں
شجر حجر پہ بھی کرتا ہے یہ خدا کا گماں
بتوں کو بھی یہ سمجھتا ہے خالقِ دوجہاں
خود اپنے ہاتھ سے یہ ان کو خلق کرتا ہے
پھر آپ ان کی خدائی کا دم بھی بھرتا ہے

(۱۰)

کبھی زمانہ کا فرعون اس کا ہے مسجود
کبھی ہے وقت کا نمرود بھی اسے معبود
جو اقتدار میں ہو وہ ہے مثلِ ربِّ ودود
وہی خدا ہے جو دے دے اسے دُرِمقصود
مٹا کے عزتِ نفس ان سے زر یہ لیتا ہے
یہ سجدہ ریز جبینوں کو بیچ دیتا ہے

(۱۱)

ہیں جب تو ان کے خریدار آج کے نمرود
جبینیں سجدہ کناں ہیں جو پیشِ ربِّ ودود
ہے سب فراعنۂ عصر کا یہی مقصود
کہ بندگانِ خدا ان کو مان لیں معبود
جوحق کوسجدوں کے ہیں سلسلے، وہ اب رک جائیں
انہیں کے در پہ جبینیں عوام کی جھک جائیں

(۱۲)

دو رنگی فکرِ بشر بھی ہے، اس کا حاصل بھی
الٰہیات میں شامل ہے جب تو باطل بھی
سماجیات میں داخل ہے حفظِ قاتل بھی
جمالیات میں شامل ہے رقصِ بسمل بھی
یہ جتنے رنگ رچے ہیں بشر کی فطرت میں
یہ سب تضاد ہیں روزِ ازل سے خلقت میں

(۱۳)

جو آگ دیکھی تو اس کو سمجھ لیا یزداں
ستارہ دیکھ کے تابش سے رہ گیا حیراں
جو چاند نکلا تو اس پر کیا خدا کا گماں
پھر آفتاب کو سمجھا کہ یہ ہے ربِّ جہاں
عدوئے حق کو تو ان پر گماں ہوا رب کا
مگر خلیلؑ نے انکار کردیا سب کا

(۱۴)

بتایا پھر یہ انہیں اب کہ بندگانِ خدا
خدا ہے بس وہی اک ذاتِ واحد و یکتا
وہی خدا جو ہے لاریب خالقِ دنیا
نہیں ہے زیب کبھی اس کے غیر کو سجدا
یہ مہر و ماہ تو کچھ دیر جگمگاتے ہیں
خدا وہ ہو نہیں سکتے جو ڈوب جاتے ہیں

(۱۵)

بس اک خدا ہے کہ جس کو ہے معتبر سجدہ
وہ جس کو کرتے ہیں سب سبزہ و شجر سجدہ
اسی کو کرتے ہیں خود انجم و قمر سجدہ
ہے لازمی کہ اسی کو کریں بشر سجدہ
یہ سجدہ عزتِ نفسِ بشر بڑھاتا ہے
ہر ایک در پہ جبیں سائی سے بچاتا ہے

(۱۶) **مطلع ثانی**

عبادتوں کے چمن کی بہار ہے سجدہ
جبینِ شوق کی جائے قرار ہے سجدہ
ہر اک ولی و نبیؐ کا شعار ہے سجدہ
عبودیت کے لئے افتخار ہے سجدہ
یہ بندگی کا شرف بھی ہے اور شہادت بھی
یہ عبدیت کی سند بھی ہے اور ضمانت بھی

(۱۷)

نشانِ سجدہ جو ماتھے پہ جگمگاتا ہے
طرح طرح سے جمال اپنا یہ دکھاتا ہے
کبھی چراغِ سرِ طور یاد آتا ہے
فلک کے چاند سے آنکھیں کبھی ملاتا ہے
نقوش سجدہ جو اپنی پھبن دکھاتے ہیں
تو مجھ کو سیدِ سجادؑ یاد آتے ہیں

(۱۸)

خدا کا شکر، زباں پر جو ان کا نام آیا
کبھی درود، کبھی بزم میں سلام آیا
نگاہِ شوق میں جب جلوۂ امامؑ آیا
نظر جبیں پہ دمکتا مہِ تمام آیا
کہ جیسے نورِ یقیں سے دماغ روشن ہو
حرم کے طاق میں جیسے چراغ روشن ہو

(۱۹)

جبینِ پاک پہ سجدہ کے نقش کی تنویر
کہ جیسے لوح پہ ہو مہر کاتب تقدیر
یہ نقش ہے کہ ہے طغرائے آیۂ تطہیر
اسی سے آیۂ "والشّمس" کی ہوئی تفسیر
اسی سے روشنی سجدوں کی کائنات میں ہے
اسی سے شان عبادت کی شش جہات میں ہے

(۲۰)

وہ ان کا ذوقِ عبادت، وہ ان کا شوقِ سجود
وہ روز و شب کے عبادات میں قیام وقعود
طویل سجدے وہ ان کے حضورِ ربِ ودود
کہ عبد رہ گئے حیران، خوش ہوا معبود
اسی سے نازشِ اجداد ہوگئے مولاؑ
لقب سے سیدِ سجادؑ ہوگئے مولا

(۲۱)

جبیں پہ میری جو چھوٹی سی اک علامت ہے
مرے لئے یہ بہت باعث ندامت ہے
کہ گویا یہ بھی دکھاوے کی ایک صورت ہے
بس ایک بات مجھے باعثِ مسرت ہے
کسی کے در پہ مرا سر کبھی جھکا ہی نہیں
جبینِ شوق کا سودا کبھی کیا ہی نہیں

(۲۲)

ہوا ہے غیرِ خدا کو بس ایک ہی سجدا
وہ سجدہ جس کے لئے خود خدا نے حکم دیا
بنایا پہلے تو مٹی سے اس نے اک پتلا
پھر اس میں خالقِ ہستی نے روح کو پھونکا
دیا یہ حکم، ملک اس کو سب کریں سجدہ
خدا کے غیر کو از حکمِ رب کریں سجدہ

(۲۳)

ملک تو نور تھے ، پھر بھی بغیرِ چوں و چرا
خدا کے حکم پر آدمؑ کو کر لیا سجدا
مگر تھا ایک جو ابلیس آگ کا پتلا
یہ حکم سنتے ہی آتش صفت بھڑک اٹھا
میں آتشیں ہوں، کروں خاک کو میں کیوں سجدہ
میں اپنے آپ سے کم تر کو کیوں کروں سجدہ

(۲۴)

یہ رنگ و نسل میں انساں کی برتری کا جنوں
بشر کو دی ہے اسی نے یہ فکرِ زشت و زبوں
یہ اس نے ذہن بشر پر وہ کردیا ہے فسوں
کہ اس بنا پہ بہاتا ہے بھائی بھائی کا خوں
جو لوگ اس رہِ ابلیسیت کے رہرو ہیں
خدا کے تو نہیں ، ابلیس کے وہ پیرو ہیں

(۲۵)

تھا بد سرشت جو ابلیس آتشیں پیکر
ہزاروں سال کئے صحبتِ ملک میں بسر
ہوا نہ فائدہ کچھ اس سے اس کو ذرہ بھر
کروڑوں سجدے کئے تھے جبیں میں جذب، مگر
جو ایک سجدہ سے انکار کردیا اس نے
تمام سجدوں کو بے کار کردیا اس نے

(۲۶)

یہ جو بھی فکر تھی ابلیس کی ، تھی عین خطا
خدا کا حکم نہ سمجھا نہ رتبہ آدمؑ کا
خدا نے خود یدِ قدرت سے ان کو خلق کیا
وہ اس لئے کہ خلیفہ بنانا تھا اپنا
یہ مرتبے نہ کچھ ابلیسِ بد گہر سمجھا
خود اپنے عیب کو بے عقل نے ہنر سمجھا

(۲۷)

یہ کیوں سمجھ لیا مٹی سے آگ ہے برتر
یہ فلسفہ ہے زبوں ، فکر ہے غلط یکسر
جو دیکھیں دونوں کی طینت تو صاف آئے نظر
کہ خاک آگ سے بہتر ہے اور کہیں بہتر
ہے آگ شعلۂ نارِ جحیم کی صورت
تو خاک ارضِ بہشتِ نعیم کی صورت

(۲۸)

سدا سے آگ تباہی کی اک علامت ہے
ازل سے سرکشی و کبر اس کی طینت ہے
امانتوں میں خیانت بھی اس کی فطرت ہے
ہر ایک شے کو جلا دینا اس کی عادت ہے
امانت اس کو جو دیں ، یہ اسے نگل جائے
جو چیز اس کے حوالے کریں، وہ جل جائے

(۲۹)

مقابل آگ کے مٹی کی ہے یہ کیفیت
ہے انکسار و تواضع ازل سے اس کی صفت
جو روندتے ہیں اسے پاؤں سے بصد ذلت
انہیں بھی لیتی ہے آغوش میں یہ بے حجت
وہ نخل سوز یہ نخل آفرین ہوتی ہے
جو خائن آگ تو مٹّی امین ہوتی ہے

(۳۰)

اگرچہ ظاہرا بے قدر ہے بہت مٹی
مگر یہ اس کا شرف تو ہے کل جہاں پہ جلی
اسی سے خلق ہوئی ہے زمین یہ ساری
اسی سے پیدا ہوئے آدمی بھی ، حیواں بھی
وہ لوگ بندگیٔ رب کا دم جو بھرتے ہیں
یہ خاک ہی ہے جسے سجدہ گاہ کرتے ہیں

(۳۱)

ہے ایک سجدہ جو تاریخ میں بہت ہی اہم
مثال جس کی نہیں کوئی بھی، خدا کی قسم
ہیں مسجدِ نبوی میں رسولؐ عرش حشم
خدا کے سجدہ میں ان کا سرِ نیاز ہے خم
وہ ربط ساجد و مسجود کا ہے سجدہ میں
زباں پہ ذکر ہے اور دل جھکا ہے سجدہ میں

(۳۲)

یہی وہ وقت تھا مسجد میں آ گئے جو حسینؑ
تھا بچپنے کا جو عالم تو سب کے دل کے تھے چین
علیؑ و فاطمہؑ کے گھر کی زیب و زینت و زین
سوارِ دوشِ محمدؐ پیمبرِ کونین
یہ کھیل کھیل میں کس جا پہ آ کے بیٹھ گئے
نبیؐ کی پشت کو مسند بنا کے بیٹھ گئے

(۳۳)

حضور سجدہ سے اب سر اٹھائیں تو کیسے؟
پسر کو پشت سے اپنی ہٹائیں تو کیسے؟
نماز سجدہ سے آگے بڑھائیں تو کیسے؟
صلوٰۃ کا یہ وقار اب بچائیں تو کیسے؟
نماز کی انہیں تکمیل بھی تو کرنا ہے
خدا کے حکم کی تعمیل بھی تو کرنا ہے

(۳۴)

حسینؑ پشت پہ، سجدے میں ہیں رسولِؐ خدا
زباں پہ جاری ہے ، سبحان ربی الاعلیٰ
جہاں پہ سجدہ یہ تھا ، ہے ابھی وہیں پہ رکا
حسینؑ کا یہ عمل ہے عروج سجدہ کا
یہ اپنے کھیل کی عظمت دکھا رہے ہیں حسینؑ
نبیؐ کا طولِ عبادت بڑھا رہے ہیں حسینؑ

(۳۵)

یہاں سے سجدہ کی تاریخ جو بڑھی آگے
نگاہ لڑ گئی صفین کی لڑائی سے
وہ واقعات جو تاریخ کی کتب میں پڑھے
وہ سب کے سب مری چشمِ خیال نے دیکھے
جو شامیوں کے لئے وجہِ ننگ و شرم ہوا
یہاں وہ معرکۂ کارزار گرم ہوا

(۳۶)

نظر میں پھر گیا صفین کا جو اب نقشا
تو گونجنے لگی نقارہ و دہل کی صدا
وہ زخمیوں کی کراہیں ، وہ شور قرنا کا
غضب کی جنگ ، قیامت کا رن ، بلا کی وغا
علیؑ ، کی کفر سے جب بھی ستیز ہوتی تھی
تو نبضِ عالم امکاں بھی تیز ہوتی تھی

(۳۷)

کہاں ہے اے مرے ساقی، امیرِ میخانہ
بس اب تو بھر دے شراب ولا سے پیمانہ
سبھی تو کہتے ہیں اب مجھ کو تیرا دیوانہ
پلا کے اور مجھے اور کر دے مستانہ
پیئوں جو چکھ کے، ترے نام پر کروں سجدہ
الٹ کے جام اسی جام پر کروں سجدہ

(۳۸)

بس اب مجھے وہ شرابِ طہور دے ساقی
جو ایک جام میں خم کا سرور دے ساقی
سخن وری کا جو مجھ کو شعور دے ساقی
اٹھیں نگاہ سے پردے وہ نور دے ساقی
وغا کا رنگ جمے جس سے، اب وہ دور چلے
جو روزِ بدر سے چلتا رہا ہے اور چلے

(۳۹)

بس اب تو دے مجھے، خم بھر کے بادۂ کوثر
پیئوں کبھی سرِ منبر ، کبھی مصلے پر
اگر سرور میں صفین مجھ کو آئے نظر
دکھاؤں بزم میں پھر تیری تیغ کے جوہر
نظر میں معرکے پھر جائیں بدر وخیبر کے
سنیں ملک بھی تو شہپر سمیٹ لیں ڈر کے

(۴۰)

چمک رہی ہے جو تیغِ علی ، کی برقِ تپاں
جہاں پہ گرتی ہے، اٹھتا ہے اس جگہ سے دھواں
عدو کی فوج پہ چھائی ہوئی ہے دہشتِ جاں
ہیں آشیانوں میں طائر بھی خوف سے لرزاں
جو ذوالفقار کی ضو تا بہ چرخ جاتی ہے
تو برق ابر کے پردے میں منھ چھپاتی ہے

(۴۱)

علیؑ کے ہاتھ میں تھی یہ وہ تیغ جوہردار
کہ جس کے نام سے لرزاں تھے مشرک وکفار
جو قدرداں تھے، وہ کرتے تھے اس پہ جان نثار
غضب کی کاٹ، بلا کی برش تھی، قہر کے وار
نیام اس کے لئے منزلِ عبادت تھی
وہاں سے جب یہ نکلتی تو پھر قیامت تھی

(۴۲)

یہ جب بھی میان سے باہر نکل کے آتی ہے
تو ساتھ میں ملک الموت کو بھی لاتی ہے
لہو سے دشمنِ ایماں کے یہ نہاتی ہے
عدو کے خون سے یہ تشنگی بجھاتی ہے
نہ جانے کتنا لہو اہلِ کیں کا چاٹ چکی
نہ جانے عمر کے کتنے برس یہ کاٹ چکی

(۴۳)

جدھر بھی حکم قضا و قدر سے یہ گذری
پھڑک کے رہ گئے سب، اس ہنر سے یہ گذری
جو سر پہ آئی یہ سر سے تو سر سے یہ گذری
نظر کے تار کٹے جب نظر سے یہ گذری
سمائی آنکھ میں ، پتلی کی ڈھال کاٹ گئی
جہاں سے رشتۂ ماضی و حال کاٹ گئی

(۴۴)

نصیرِ دیں ہیں علیؑ ، اور علیؑ کی یہ تلوار
انہیں نے سر کئے غزوات احمدؐ مختار
انہیں پہ دیں کے تحفظ کا سب ہے دار و مدار
فلک پہ جب تو ہے لاسیف و لافتیٰ کی پکار
یہ ذوالفقار خدا کے ولی کے ہاتھ میں ہے
کہ دینِ حق کی یہ شہ رگ علیؑ کے ہاتھ میں ہے

(۴۵)

عدو سے کہتی تھی ، تم مائل فرار رہو
ہو بے وقار زمانے میں ، بے وقار رہو
ہر ایک رن میں تہ تیغ آبدار رہو
جو آؤ میرے مقابل تو ہوشیار رہو
ذرا جو صلب میں ایمان کی بہار نہیں
میں قطع نسل نہ کردوں تو ذوالفقار نہیں

(۴۶)

ادھر یہ تیزیاں تلوار کی ، ادھر رہوار
براق سی تھی اڑان اس کی ، برق سی رفتار
تھی سر پر اس کے وہ کلغی کہ فخر کی دستار
ستارہ تھا نہ جبیں پر کہ اسپ تھا سیار
کسی جگہ بھی اسے دشت میں قرار نہ تھا
یہ راہوار کی چستی تھی ، اضطرار نہ تھا

(۴۷)

عدو سے جنگ میں یہ تھا نہ ذوالفقار سے کم
نسیم رو و صبا اعتبار و صرصر دم
سفر پہ ہوتے جو آمادہ رہ روانِ عدم
پہنچتے وہ سرِ منزل پکڑ کے اس کے قدم
وہ ان کو لے کے جواب اس سفر پہ جاتا تھا
عدم کی منزلِ آخر پہ چھوڑ آتا تھا

(۴۸)

یہ اپنے نعل سے لیتا تھا کارِ گرز و تبر
کسی کو روند کے چھوڑا ، کسی کو دی ٹھوکر
کسی کے سینہ کو کچلا ، کسی کا توڑا سر
خود آ گیا کوئی ٹاپوں میں اس کی گھبرا کر
یہ رن میں لشکر اعدا پہ جب لپکتا تھا
ہر ایک نعل سے دشمن کا خوں ٹپکتا تھا

(۴۹)

ابھی تھا رن میں یہ ہنگامۂ وغا برپا
غضب کی جنگ ، قیامت کی ہو رہی تھی وغا
علیؑ پہ جانیں فدا کر رہے تھے اہل وفا
یہی تھا وقت کہ وقت نماز آ پہنچا
علیؑ نے بہرِ نماز اپنی روک لی تلوار
جو ڈھا رہی تھی قیامت ، وہ رک گئی تلوار

(۵۰)

یہ حال دیکھ کے گھبرا گئی سپاہِ وفا
کسی نے بڑھ کے یہ مولا علیؑ سے عرض کیا
یہ اس عروج پہ جنگ اور ایسی سخت وغا
غضب ہے آپ کی تلوار کا یہ رک جانا
وغا سے ایسے میں جو آپ ہاتھ اٹھائیں گے
خدا نخواستہ ہم جنگ ہار جائیں گے

(۵۱)

برستے تیروں میں یہ جانماز ، حیرت ہے
یہاں تو جان کو ہر لحہ خوف و دہشت ہے
کہا علیؑ نے کہ یہ لازمی عبادت ہے
قیام اس کا تو اسلام کی ضرورت ہے
اسی نماز کی خاطر یہ جنگ ساری ہے
یہ حفظِ حکمِ خدا میری ذمہ داری ہے

(۵۲)

بس اب علیؑ نے مصلے پہ جو قدم رکھا
برستے تیروں میں کی آپ نے نماز ادا
نماز ختم ہوئی تو خدا کا شکر کیا
بصد خضوع و خشوع آخری کیا سجدا
عدو پہ اب یہ کھلا حق کے یہ ولی کیا ہیں
نماز کیا ہے ، یہ سجدہ ہے کیا ، علیؑ کیا ہیں

(۵۳)

نبیؐ کے بعد زمانہ میں بے عدیل علیؑ
جہانِ علم میں استاد جبرئیل علیؑ
وجودِ خالقِ کونین کی دلیل علیؑ
بتوں کے دور میں اللہ کے وکیل علیؑ
خموش آیتوں کے ترجمان ہیں گویا
خدائی میں یہ خدا کی زبان ہیں گویا

(۵۴)

خدا کے گھر میں جو پیدا ہوئے تو صرف علیؑ
نبیؐ کے ہاتھوں پہ گویا ہوئے تو صرف علیؑ
انہیں کی طرح سے مولا ہوئے تو صرف علیؑ
جو کفوِ حضرت زہراؑ ہوئے تو صرف علیؑ
شرف یہ خاص ہوئے حق کے اس ولی کے لئے
فضیلتیں ہیں یہ مخصوص بس علیؑ کے لئے

(۵۵)

خدا صفات ، امامت حشم ، رسولؐ نظیر
نظیر جن کی نہ ہجرت کی شب نہ روزِ غدیر
غدیر میں ہوئے مولائے ہر غریب و امیر
امیر وہ کہ لقب ہوگیا جناب امیر
امیر ہوکے زمیں پر جو محو خواب ہوئے
ہوئے جو خواب سے بیدار بوتراب ہوئے

(۵۶)

رسولِؐ ہر دوسرا نے لڑے ہیں جو غزوات
تھے شامل ان میں بنفس نفیس وہ دن رات
تھی ان لڑائیوں میں فتح یاب کس کی ذات
بس ایک نام لیں جس نے عدو کو دی ہو مات
یہ چاک دامن تاریخ سل نہیں سکتا
بجز علیؑ کے کوئی نام مل نہیں سکتا

(۵۷)

سوا علیؑ کے کسی نے بھی فتح کی کوئی جنگ
دکھائی بعض نے خیبر میں گو بظاہر امنگ
مگر عدو کے مقابل جما نہ ایک کا رنگ
ظفر تو دور رہی ان سے سیکڑوں فرسنگ
یہاں بھی فتح وظفر مرتضیٰؑ کے ہاتھ رہی
نبیؐ کی آبرو دستِ خدا کے ہاتھ رہی

(۵۸)

علیؑ کے اوج سے واقف کہاں ہیں، ہم ہوں کہ تم
وہ جن کے ہاتھ سے ہم کو ملا ہے بادۂ خم
انہیں کی شان میں ہے ''انما ولیکم''
ہیں اتنے وصف کے پہلو کہ عقل ہے گم صم
ہیں وہ بھی ، بغض جو ان سے روا سمجھتے ہیں
وہ لوگ بھی ہیں جو ان کو خدا سمجھتے ہیں

(۵۹)

نہنگ بحرِ شجاعت ، ہزبرِ دشتِ وغا
اسد جلالت و اژدر در و ابوالہیجا
امیرِ کشورِ دیں ، شہریار ارض و سما
خدیوِ خلد و نجف ، تاجدار ملکِ بقا
''شہے کہ بگزرد از نہ سپہر افسر او (۱)
اگر غلامِ علیؑ نیست ، خاک بر سرِ او''

(۶۰)

علیؑ کو عشق جو تھا کبریا کی طاعت سے
تو کوئی سانس بھی خالی نہ تھی عبادت سے
شرف حرم کو ملا آپ کی ولادت سے
تو نام ہوگیا مسجد کا بھی شہادت سے
نماز ، مسجد کوفہ ، خدا ، علیؑ ، سجدہ
وہ پہلا سجدہ جو ٹھہرا اب آخری سجدہ

(۶۱)

وہ اک سحر ، وہ غم بے کراں میں غرق سحر
نمازِ فجر کو آئے علیؑ ، خدا کے گھر
وہاں تو گھات میں تھا ابنِ ملجم خود سر
لگائی سجدہ میں تلوار آپ کے سر پر
تھا سہل چونکہ یہ قاتل کا کام سجدہ میں
علیؑ کی زیست کا تھا اختتام سجدہ میں

(۶۲)

سجودِ حق میں شہادت عجب روایت تھی
جو اہلِ بیت محمدؐ میں اب علیؑ سے چلی
یہ اب جو مسجد کوفہ سے اور آگے بڑھی
عروج دے گئے اس کو حسینؑ ابن علیؑ
نہ کرسکا کوئی اس شان سے کبھی سجدہ
وہ کربلا ، وہ حسینؑ اور وہ آخری سجدہ

'(۱) بیرم خان کا نان'

(۶۳)

وہ قتل گاہ وفا میں حسینؑ کا سجدہ
نبیؐ کے راحت جاں ، نورِ عین کا سجدہ
وہ جانِ فاتحِ بدر و حنین کا سجدہ
امامِ وقت ، شہِ مشرقین کا سجدہ
جبیں کو ناز عبادت بنا دیا جس نے
اجاڑ دشت کو جنت بنا دیا جس نے

(۶۴)

حسینؑ کون ، وہ نورِ نگاہِ پیغمبرؐ
علیؑ کا نورِ نظر ، فاطمہؑ کا لختِ جگر
وہ تشنہ لب کہ پدر جس کا ساقیٔ کوثر
وہ جس نے آخری سجدہ کیا تہ خنجر
لہو سے اس کے عبادات نے نمو پائی
اسی کے سجدہ سے سجدوں نے آبرو پائی

(۶۵)

امیر کون ومکاں ، شاہِ مشرقین حسینؑ
جہانِ صبر و شہادت کی زیب و زین حسینؑ
حق آشنا ، بشریت کے دل کا چین حسینؑ
کوئی بھی مذہب وملت ہو، بس حسینؑ، حسینؑ
عقیدت ان سے دلوں میں جو یوں سمائی ہے
حسینؑ ہی کی زمانہ میں اب خدائی ہے

(۶۶)

حسینؑ بندۂ معبود ، اعتبار خدا
شہِؑ شہانِ جہاں ، تاجدار ارض و سما
وصیٔ احمد مرسلؐ ، امامِؑ اہلِ ہدیٰ
رسولِؐ دینِ شہادت ، خدائے صبر و رضا
جہانِ عزم وشجاعت میں بے مثال ہیں یہ
زوال جس کو نہیں ، وہ مہ کمال ہیں یہ

(۶۷)

امینِ عظمتِ انساں ، محافظ اسلام
ملوکیت سے بچایا ہے جس نے حق کا نظام
سکھایا جس نے یہ، کیسے ہو جابروں سے کلام
بتایا جس نے یہ، ظالم سے دوستی ہے حرام
حرام کام تو اہلِ ہدیٰ نہیں کرتے
جو یہ کریں ، وہ خدا سے وفا نہیں کرتے

(۶۸)

عمل سے اپنے بتایا ہے یہ شہؑ دیں نے
جو پیشِ حاکمِ جابر کلام حق نہ کہے
جو سجدۂ تہِ خنجر میں شکرِ حق نہ کرے
اسے یہ حق ہی نہیں ہے کہ آبرو سے مرے
ضرورتاً جو لہو سے وضو نہیں کرتا
وہ خود کو پیشِ خدا سرخرو نہیں کرتا

(۶۹)

وہ یادگار جو سجدہ ہے ، وہ حسینؑ کا ہے
جبیں وقار جو سجدہ ہے ، وہ حسینؑ کا ہے
حق اعتبار جو سجدہ ہے ، وہ حسینؑ کا ہے
ابد قرار جو سجدہ ہے ، وہ حسینؑ کا ہے
عروس ذکر کا سرتاج ہے یہی سجدہ
جبیں شوق کی معراج ہے یہی سجدہ

(۷۰)

وہ قتل گاہ جہاں شہؑ نے رکھ دی اپنی جبیں
منیٰ کی دوسری تصویر بن گئی وہ زمیں
یہی زمین ہوئی کعبۂ بہشت یقیں
اسی زمین پہ ہے سجدہ ریز چرخِ بریں
یہاں فلک کی جبیں بھی جھکا گئے ہیں حسینؑ
زمین کو عرشِ معلیٰ بنا گئے ہیں حسینؑ

(۷۱)

وہ صبح صادق روزِ وہم وہ کرب و بلا
وہ وقت فجر، وہ نورِ سحر کی رن میں ضیا
اذان اکبر مہرو کا حسن ، صلِ علیٰ
فضا میں گونج رہا تھا رسولؐ کا لہجا
اب اہلِ حق جو صف آرا پئے نماز ہوئے
تو اقتدائے شہِؑ دیں سے سرفراز ہوئے

(۷۲)

بہ اقتدائے امامؑ ، اب ہوا قیام و قعود
وہ سب کی زینتِ لب ذکر وحمدِ ربّ ودود
بصد خضوع وخشوع ان کے وہ رکوع وسجود
وہ قبلِ ختمِ سلام اور بعد ختمِ درود
وہ بعدِ ختم نماز ان کے شکر کے سجدے
خدا نے ناز کیا اس طرح کئے سجدے

(۷۳)

پھر اس کے بعد جو وقتِ نمازِ ظہر آیا
شہید ہوچکے تھے شاہؑ دیں کے کچھ رفقاؓ
جو اب بچے تھے رفیق وعزیز شاہِ ہدیٰؑ
بڑھے نماز کو ہمراہِ سید والاؑ
اگرچہ جنگ کا یہ موقع و مقام نہ تھا
مگر نماز کا اعداء کو احترام نہ تھا

(۷۴)

نمازیوں پہ ہزاروں جو تیر آنے لگے
گئے سعیدؓ و زہیرؓ، اب امامؑ ، کے آگے
لئے وہ سینوں پہ، آئے جو تیر اعداء کے
ہوئی جو ختم نماز اور شکر کے سجدے
تمام وقت یہ سینہ سپر رہے دونوں
نماز ختم ہوئی جب تو گر گئے دونوں

(۷۵)

اب اس کے بعد شہادت کا سلسلہ جو چلا
شہید ہوگئے شاہِ ہدیٰؑ کے سب رفقا
کی ان کے بعد عزیزوں نے اپنی جان فدا
بس اب حسینؑ ہیں اور بس حسینؑ ہیں تنہا
ہر اک شہید کو مقتل سے لا چکے ہیں حسینؑ
سبھی کے دشت سے لاشے اٹھا چکے ہیں حسینؑ

(۷۶)

بس اب حسینؑ کو گھیرے ہوئے ہے لشکر کیں
ہر ایک سمت سے کرتے ہیں وار دشمنِ دیں
لہو کی دھاروں سے سیراب ہورہی ہے زمیں
ہے اب وہ ضعف کہ مشکل ہے ٹھہرنا سرِ زیں
مگر جہاد میں بڑھتے ہی جا رہے ہیں حسینؑ
عجیب جرأت و ہمت دکھا رہے ہیں حسینؑ

(۷۷)

زوال پر ہے ادھر آفتابِ عاشورا
نمازِ عصر کا ہے وقت اور دشتِ وغا
اذاں کی عرشِ الٰہی سے آرہی ہے صدا
نماز کے لئے تیار ہیں امامِ ہدیٰؑ
حسینؑ، آتے ہیں اب مرکزِ عبادت میں
نیا کھلے گا در اب کعبۂ شہادت میں

(۷۸)

وہ اک نشیب جو ٹیلے کی آڑ میں ہے چھپا
وہ خیمہ گاہ سے بالکل نظر نہیں آتا
نمازِ عصر کریں گے وہیں حسینؑ ادا
پسند اس لئے کرتے ہیں وہ جگہ مولاؑ
جو قتل شمر کرے شاہِ کربلائی کو
نہ ذبح ہوتے بہن دیکھے اپنے بھائی کو

(۷۹)

ادھر نشیب کی جانب رواں ہیں شاہِ ہدیٰؑ
ادھر سے چلتے ہیں سنگ و سنان و تیر جفا
نمازِ عصر کا ایسے میں وقت آ پہنچا
وضو بھی بہتے ہوئے خوں سے ہوگیا تازا
بس اب مصلّیٔ صبر و رضا پہ آنا ہے
نمازِ عصرِ شہادت میں سر جھکانا ہے

(۸۰)

ہراک طرف سے قیامت کے چل رہے ہیں وار
سنبھلنا اسپ پہ مولاؑ کو اب ہوا دشوار
تو باہیں گردنِ مرکب میں ڈال دیں یکبار
اسی طرح سے جو لایا نشیب تک رہوار
مقام سجدۂ آخر کا پاگئے مولاؑ
زمیں پہ زیں کی بلندی سے آگئے مولاؑ

(۸۱)

زمیں پہ آئے جو پشت فرس سے شاہؑ عرب
سنبھالا جسم میں پیوست ناوکوں نے غضب
نماز کو تھا قیام و قعود ممکن کب
بس ایک سجدۂ آخر ہے اور حسینؑ ہیں اب
حسینؑ ، سجدۂ آخر میں سر جھکاتے ہیں
زمیں لرزتی ہے ، افلاک تھرتھراتے ہیں

(۸۲)

یہ سجدہ اک تہ محراب خنجر قاتل
یہی ہے ساری عبادات خلق کا حاصل
یہی ہے روح عبادت کی آخری منزل
اسی نے آج عبادت کو کردیا کامل
اسی سے روحِ عبادات کو دوام ملا
بشر کو اوج ملا ، بندگی کو نام ملا

(۸۳)

مصلاؔ کرتے ہیں مقتل کو بس جواب سرورؑ
ہے کائنات کو سکتہ ، زمانہ ہے ششدر
یہ سجدہ جس میں ہوا ربطِ گردن و خنجر
اسی پہ ختم ہے سجدوں کے ارتقاء کا سفر
اب اس کے آگے عبادات کے حدود نہیں
اب اس کے آگے کوئی منزل سجود نہیں

(۸۴)

ابھی خدا سے لگائے تھے لو شہِؑ والا
نیاز و ناز کی باتیں تھیں بین عبد و خدا
تھا لب پہ آپ کے سبحان ربی الاعلیٰ
یہ لمحہ وہ تھا کہ معراج پا گیا سجدا
عجب یہ سجدہ ہے جو ناوکوں کے فرش پہ ہے
زمین پر یہ نہیں ، جانمازِ عرش پہ ہے

(۸۵)

اِدھر حسینؑ تھے اور سجدۂ خدا میں جبیں
چلا اُدھر سے وہ خنجر اٹھائے شمر لعیں
پہنچ گیا وہ سرِ سجدہ گاہ عصرِ یقیں
وہ اس کے پائے نجس اور پشت سرورؑ دیں
لعیں نے شہؑ کا تن چاک چاک روند دیا
کہ پائے نحس سے قرآنِ پاک روند دیا

(۸۶)

وہ دشتِ شمر کو جنبش ہوئی ، وہ حشر ہوا
زمیں لرزنے لگی ، آسماں سے خوں برسا
حسینؑ ، قتل ہوئے ، یہ فلک سے آئی ندا
لرز کے رہ گئیں خیمہ میں زینبؑ کبریٰ
اٹھیں تڑپ کے تو چلنے میں لڑکھڑانے لگیں
تھے غش میں عابدؑ بیمار، انہیں اٹھانے لگیں

(بقیہ صفحہ ۴۳ پر..........)

آپ کا مجھ پر حق ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے بہ تقاضائے وقت کلمہ توحید اپنے چچا کو پڑھایا حضرت عباس آنحضرتؐ کے چچا فرماتے ہیں کہ اگر چہ ابوطالبؑ میں اس وقت قوت بلند آواز سے بولنے کی نہ تھی مگر لبوں کو جنبش دے رہے تھے۔ میں نے کان لگا کر سنا تو کئی مرتبہ ابوطالبؑ نے کلمہ توحید پڑھا۔ اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ جب ابوطالبؑ کا چھبیس رجب کو انتقال ہوگیا۔ جناب رسولؐ خدا وہیں تشریف رکھتے تھے۔ آپ سے ضبط نہ ہوسکا چچا کی میت پر زار زار رونے لگے اور حضرت علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ اب ان کے چہرہ کو ڈھانک دو خدا نے ان کو آمرزش و مغفرت کا لباس پہنایا ہے۔ امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب نے غسل دیا کفن پہنایا لوگوں نے ابوطالبؑ کا جنازہ اٹھایا جناب رسولؐ خدا جنازہ کے آگے آگے یہ کہتے ہوئے کہ اے چچا آپ نے حق قرابت داری ادا فرمایا۔ میرے کام میں ذرا سی بھی کمی نہ کی۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ جب پیغمبر اپنے چچا ابوطالبؑ کو دفن کر کے گھر آئے تو بہ سبب شدت حزن وملال کے تین دن تک گھر سے برآمد نہ ہوئے ایک دن ابن حارث نے عرض کی کہ اے خدا کے رسولؐ آپ ابوطالبؑ کے لئے خدا سے کیا امید کرتے ہیں۔ سرور کائناتؐ نے اشاد کیا اس خدا سے جو اپنے لئے امید رکھتا ہوں وہی ابوطالبؑ کے لئے بھی خدا سے مجھ کو امید ہے ابوطالبؑ اور سرور کائناتؐ کے باہمی تعلقات و روابط تاریخ کی روشنی میں لکھنے کے بعد مجھ کو ضروری معلوم نہیں ہوتا ہے کہ میں یہ بھی لکھوں کہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ ایک نور سے ہوں۔ میرا نور ہمیشہ پاکیزہ اصلاب وارحام میں رہا میں عالم انوار میں خداوند عالم کو سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں چمکتا رہا مجھے یہ لکھنا ضروری نہیں ہے کہ جب آنحضرتؐ اور علیؑ کا نور ایک ہی ہے تو اس کا دوسرا نور کا حصہ جو علیؑ کا نور ہے وہ بھی ابوطالبؑ کی پاکیزہ صلب میں منتقل ہوا۔ مجھے یہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اگر ابوطالبؑ کا صلب پاکیزہ نہ ہوتا تو علیؑ کی ولادت کعبہ میں نہ ہوتی۔ مجھے یہ تحریر کرنے کی احتیاج نہیں ہے کہ علمائے اسلام کی اکثریت خواہ وہ مفسر ہوں یا مورخ یا اہل حدیث، کہتے ہیں کہ ابوطالبؑ کو کافر کہنے والا خود کافر ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ فاطمہ بنت اسد نے وقت درد وضع حمل خانۂ کعبہ کی دیوار کے قریب دعا کر کے بتا دیا تھا کہ میں بھی مومنہ اور شریعت ابراہیمی کی پابند ہوں اور ابوطالبؑ بھی۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح سب پر واضح ہے کہ پیغمبرؐ کے تمام آبائے کرام کے مومن وموحد ہونے کا اہل تاریخ وتفسیر اور علمائے اسلام کے اقوال اعتراف کر رہے ہیں اور پیغمبرؐ کا ارشاد مسلمہ ارشاد ہے کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا اگر ابوطالبؑ مومن وموحد نہ ہوتے پاکیزہ سیرت واخلاق نہ ہوتے تو علیؑ وفاطمہؑ کے ہمسر نہ ہوسکتے تھے لہٰذا معلوم ہوا کہ ابوطالبؑ کی آنحضرت سے ہمدردیاں محبتیں، شفقتیں ایمانی اخلاقی قرابت داری صفاتی ہر اعتبار سے تھیں اور سرور کائناتؐ کو بھی انہیں اسباب کی وجہ سے جناب ابوطالبؑ سے محبت تھی۔

(ماخوذ از سرفراز، لکھنؤ۔

(بقیہ صفحہ ۵۴ کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

(۸۷)

اٹھا کے غش سے یہ عابدؑ، سے بولیں گھبرا کر
یہ کیسا حشر ہے دیکھو تو اٹھ کے اے دلبر
خدا ہی جانے ہے کس حال میں تمہارا پدر
مجھے تو کچھ نہیں آتا ہے چار سمت نظر
سیاہ آندھیوں نے دشتِ کیں کو گھیرا ہے
کوئی چراغ نہیں، ہر طرف اندھیرا ہے

(۸۸)

یہ سن کے عابدؑ مضطر سہارا لے کے اٹھے
اٹھا کے خیمہ کا پردہ جو دیکھا بے کس نے
سناں پہ باپ کا سر دیکھ کر تڑپ اٹھے
زباں سے نکلے بصد اضطراب یہ کلمے
قتیلِ خنجر شمرِ لعیں سلام علیک
ذبیحِ سجدۂ عصرِ یقیں سلام علیک

(ماخوذ از مجموعۂ مراثی احساس غم، مصنفہ ساحرؔ اجتہادی، ص ر ۱۳۱ تا ۱۶۰)